تصنیفات

قاضی عیاض صاحبِ کمال اور نامور مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات علم و فن کے ذخیرہ میں بیش قیمت خیال کی جاتی ہیں۔ علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ :

"قاضی عیاض کی تصنیفات کا چار دانگِ عالم میں شہرہ ہوا۔ ان کی بدولت ان کا نام روشن ہوا اور ان کی دُور دُور شہرت ہوئی۔ ان کے وطن میں ان کے زمانہ میں کسی شخص نے اتنی کتابیں نہیں لکھی تھیں۔" [۱]

اکمال العلم فی شرح صحیح مسلم : یہ امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی صحیح مسلم کی شرح اور علامہ ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری (م ۵۳۶ھ) کی مشہور شرح مسلم " کتاب العلم بفوائد کتاب مسلم" کا تکملہ ہے۔ اکمال العلم کا شمار صحیح مسلم کی مشہور شرحوں میں ہوتا ہے۔

مشارق الانوار : اس کا پورا نام " مشارق الانوار علی صحاح الآثار" ہے۔ یہ حدیث کی تین اہم اور طبقۂ اولی کی کتابوں، موطأ امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرح ہے۔ اس میں ان کی حدیثوں کے مشکل اور غریب الفاظ کی تحقیق و تشریح، معانی و مطالب کی توضیح اور راویوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے اغلاط، اوہام اور تصحیفات وغیرہ پر تنبیہ کی گئی ہے۔

کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی : یہ قاضی عیاض کی بڑی مشہور، مقبول اور بے نظیر کتاب ہے۔ اس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان اور آپؐ کے جلیل القدر منصب و مقام کو قرآن مجید، حدیثِ نبویؐ اور ائمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

---

[۱] سمعانی، کتاب الانساب ورق ۲۸۹ — ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب ص ۱۸۶۔

[۲] ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۹۹ — ابنِ خلکان، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۱۰۷

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۱۳۱۔

[۳] ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب ص ۱۶۹۔

۴ ابنِ خلکان، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۱۰۶ -
۵ ابن فرحون مالکی، الدیباج المذہب ص ۱۶۹- ۶ ابن خلکان وفیات الاعیان ج ۲ ص ۱۱۶ -
۷ ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب ص ۱۶۹ -
۸ ابن فرحون مالکی، الدیباج المذہب ص ۱۶۹ - ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۰۰،
۹ ابنِ خلکان وفیات الاعیان ج ۲ ص ۱۰۷ -
۱۰ ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب ص ۱۷۰ - ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۱۰۱ -
ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲ ص ۱۱۸ - محمد بن جعفر کتانی، الرسالۃ المستطرفہ ۸۹ -
۱۱ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۱۰۰ -

بقیہ: "حکم و عبر"

اور بھرپور رہنمائی بھی موجود ہے کہ ان حالات میں ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآن حکیم کو واقعتاً اپنا رہنما اور مشعلِ راہ بنالیں (آمین)

بقیہ: "نشری تقریر"

مقابلے میں دنیا کا مال و متاع بالکل کچھ نہ ہونے کے حکم میں ہے!" بقول علامہ اقبال ؎

یہ مال و دولتِ دُنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں، لا الٰہ الا اللہ!

اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کی جملہ اقسام سے بچنے اور دُنیا پرستی کے جال میں پھنسنے سے بچائے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

حکمتِ اقبال (۳۰)
ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

خودی اور عقل

حقیقتِ عقل کا صحیح نظریہ

اُوپر ہم دیکھ چکے ہیں کہ اقبال کے فلسفۂ خودی کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ انسان خدا کی محبت کا ایک طاقتور جذبہ ہے، جسے سوچنے کے لیے ایک دماغ اور کام کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں دے دیئے گئے ہیں۔ چونکہ خدا کی محبت ہی انسانی خودی کے تمام افکار و اعمال کا سرچشمہ ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ عقل انسانی زندگی میں محض ایک ثانوی کردار ہی ادا کر سکتی ہے۔ اس کے وجود کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ محبت کی خدمت اور اعانت کرے اور وہ اسی مقصد کو پورا کرتی ہے۔ زندگی یا خودی کا اصل سرمایہ خدا کی آرزو ہے۔ عقل اس آرزو کی پیداوار ہے۔

زندگی سرمایہ دار از آرزوست   عقل از زائیدگانِ بطنِ اوست

خدا کا عشق خودی کا امام ہے اور عقل خودی کی غلام ہے۔

من بندۂ آزادم عشق است امامِ من   عشق است امامِ من عقل است غلامِ من

عقل محض ایک قوتِ ممیّزہ ہے جو خودی کو اس کے نصب العین کے حصول کے لیے جدّوجہد کرنے میں مدد دیتی ہے۔ نصب العین کسی تصور کے حسن کا ایک اندازہ ہوتا ہے جو خودی کو براہِ راست اپنے وجدان کی مدد سے کرنا پڑتا ہے۔ وجدان درحقیقت آرزوئے حسن کا ہی دُوسرا نام ہے، جو بالعموم اس وقت برتا جاتا ہے جب آرزوئے حسن کسی چیز کے خوب و زشت، حق و باطل یا نیک و بد کے متعلق فیصلہ صادر کر رہی ہو اور اپنے لیے علم بہم پہنچانے کا وظیفہ ادا کر رہی ہو۔

ہر تصورِ حسن ایک وحدت ہوتا ہے جس کے حسن کو براہِ راست محسوس کیا جا سکتا ہے آرزوئے

حسن اپنے فیصلے خود کرتی ہے، وہ عقل یا کسی اور قوّت کے فیصلے قبول نہیں کرتی اور در اصل انسان کے پاس آرزوئے حسن کے علاوہ کوئی اور قوّت ایسی ہے ہی نہیں جو حسن و قبح کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کر سکے۔ البتہ عقل آرزوئے حسن کو اپنے فیصلے کرنے میں مدد دیتی ہے۔ احساس حسن عقل کے دائرۂ اختیار میں نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل حسن کی وحدت کو نہیں دیکھ سکتی، فقط اس کے اجزاء کو دیکھ سکتی ہے اور حسن اجزاء میں نہیں ہوتا بلکہ وحدت میں ہوتا ہے۔ عقل حسن کی نئی نئی وحدتوں کے اجزاء کی طرف آرزوئے حسن کی راہنمائی کرتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی توجہ ان وحدتوں کی طرف ہو جاتی ہے جس کے اندر یہ اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا عقل خودی کی مدد دو طرح سے کرتی ہے، ایک تو یہ کہ اسے بتاتی ہے کہ اسے اپنے موجودہ نصب العین کے لیے جدوجہد کس طرح سے کرنی چاہیے، اور دوسرے یہ کہ اسے نئے نئے بلند تر نصب العینوں یا تصوّراتِ حسن کے نظارہ یا مشاہدہ کے لیے اُکساتی ہے۔ عقل نہ محبّت کی قلمرو میں داخل ہو سکتی ہے اور نہ حسن کا مشاہدہ کر سکتی ہے۔ یہ امتیاز فقط آرزوئے حسن کو ہی حاصل ہے۔ چونکہ عقل ہمارے ساتھ کچھ راستہ طے کرتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب ہم حسن کی منزل پر پہنچتے ہیں تو بھول جاتے ہیں کہ مدّت ہوئی عقل ہم سے الگ ہو چکی تھی۔

خرد سے راہ رو روشن بصر ہے　　　خرد کیا ہے؟ چراغِ رہگذر ہے!
درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا　　　چراغِ رہگذر کو کیا خبر ہے!

انسانی اور معاشرتی علوم کی بنیاد محبّت ہے نہ کہ عقل

عقل کا یہ نظریہ نفسیاتِ انسانی کے حقائق کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اور عقل کے دوسرے تمام نظریات کی نسبت زیادہ معقول اور زیادہ یقین افروز ہے۔ اس نظریہ کی رُو سے یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ انسانی اعمال و افعال کے تمام فلسفے دوسرے لفظوں میں ہمارے تمام انسانی اور معاشرتی علوم مثلاً فلسفۂ سیاست، فلسفۂ اخلاق، فلسفۂ تاریخ، فلسفۂ اقتصاد، فلسفۂ تعلیم، فلسفۂ قانون، انفرادی نفسیات، اجتماعی نفسیات وغیرہ عقل سے نہیں بلکہ محبّت سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ عقل صرف محبّت کی راہ نمائی میں ان کو ترتیب دیتی ہے۔ اگر وہ نصب العین جس کی محبّت